بسم اللہ الرحمن الرحیم

ازدواجی معاملات پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں حق مہر کا حکم

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید ایک نامرد آدمی ہے، جو جماع کی قدرت نہیں رکھتا، اس نے کسی عورت سے نکاح صحیح کے ساتھ شادی کی، شادی کے بعد زید اور اس کی بیوی کے درمیان خلوت صحیحہ ہوتی رہی (یعنی ایسی تنہائی کہ جس میں وہاں پر ان دونوں کے علاوہ کوئی نہ ہوتا اور وہ جماع کرنا چاہتے تو کرسکتے) لیکن وہ اپنی نامردی کی وجہ سے اس عورت سے ایک مرتبہ بھی دخول نہیں کرسکا، اس نے ایک سال تک علاج بھی کروایا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اب زید نے اپنے مرض کی وجہ سے باہمی رضامندی سے عورت کو طلاق دے دی ہے۔ پوچھنا یہ تھا کہ بوقت نکاح جو مہر مقرر کیا گیا تھا، زید کی یہ بیوی وہ مہر لینے کی حق دار ہے یا نہیں؟ اگر لے گی تو پورا مہر لے گی یا آدھا؟

جواب

صورت مسئولہ میں جب زید اور اس کی بیوی کے درمیان خلوت صحیحہ ہو چکی تو زید کی یہ بیوی، نکاح میں جو مہر مقرر ہوا تھا، وہ پورا مہر لینے کی حق دار ہے اور بعد طلاق اس بیوی پر عدت بھی لازم ہے اور یہ عدت زید کے گھر میں گزارے گی، جس میں نان و نفقہ زید پر لازم ہوگا۔

قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے: ﴿لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُیُوْتِهِنَّ وَ لَا یَخْرُجْنَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: عدت میں انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں۔ (سورۃ الطلاق، پ28، آیت 01)

قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے: ﴿وَ اِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍۙ-وَّ اٰتَیْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْــٴًـاؕ-اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا(۲۰) وَ كَیْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَ قَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّ اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا(۲۱)﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور اگر تم ایک بی بی کے بدلے دوسری بدلنا چاہو اور اُسے ڈھیروں مال دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو کیا اسے واپس لوگے جھوٹ باندھ کر اور کھلے گناہ سے اور کیونکر اُسے واپس لوگے حالانکہ تم میں ایک دوسرے کے سامنے بے پردہ ہولیا اور وہ تم سے گاڑھا عہد لے چکیں۔ (سورۃ النساء، پ04، آیت 20،21)

دوسری آیت کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں ہے "مسئلہ: یہ آیت دلیل ہے اس پر کہ خلوتِ صحیحہ سے مہر مؤکد ہوجاتا ہے۔" (تفسیر خزائن العرفان، سورۃ النساء، آیت 21)

فتاوی ہندیہ میں ہے "وخلوة العنين والخصي خلوة صحيحة، كذا في الذخيرة---تجب العدة في الخلوة سواء كانت الخلوة صحيحة أم فاسدة استحسانا لتوهم الشغل---وأصحابنا أقاموا الخلوة الصحيحة مقام الوطء في حق بعض الأحكام

دون البعض فأقاموها مقامه في حق تأكد المهر وثبوت النسب والعدة والنفقة والسكنى في هذه العدة"ترجمہ : عنین اور خصی کی خلوت، خلوت صحیحہ ہے، اسی طرح ذخیرہ میں ہے۔ خلوت کی صورت میں عدت واجب ہوجاتی ہے، برابر ہے کہ وہ خلوت صحیحہ ہو یا فاسدہ، استحسانا، رحم کے مشغول ہونے کے وہم کی وجہ سے اور ہمارے اصحاب نے خلوت صحیحہ کو بعض احکام میں وطی کے قائم مقام کیا ہے اور بعض احکام میں نہیں کیا، پس انہوں نے مہر کے مؤکد ہونے، نسب کے ثابت ہونے، عدت، نفقہ اور اس عدت میں سکنی (رہائش) کے ثابت ہونے میں خلوت صحیحہ کو وطی کے قائم مقام کیا ہے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب السابع، الفصل الثانی، ج 01، ص 306،305، کوئٹہ)

فتاوی رضویہ میں ہے "زوج کا عنین ہونا مانع صحت نکاح نہیں، زوجہ عنین مثل دیگر زنان بے طلاق شوہر سے جُدائی کا اختیار نہیں رکھتی، خلوتِ صحیحہ اگر ہولی تو مہر تمام وکمال پائے گی۔۔۔۔۔ مرد جب ہمبستری میں عورت کا حق ادا کرنے پر قادر نہ ہو تو اس پر فرض ہے کہ عورت کو طلاق دے دے۔۔۔ بعد طلاق عورت عدّت بیٹھے اگر مرد خلوت کرچکا ہو اگرچہ اس پر قادر نہ ہُوا ہو۔ اُس کے بعد جس سے چاہے نکاح کرلے۔ "(فتاوی رضویہ، ج 12، ص 495-496، رضا فاونڈیشن، لاہور)

بہار شریعت میں ہے "شوہر کا عضو تناسل کٹا ہوا ہے یا انثیین نکال لیے گئے ہیں یا عنین ہے یا خنثیٰ ہے اور اس کا مرد ہونا ظاہر ہوچکا تو ان سب میں خلوتِ صحیحہ ہوجائے گی۔ خلوتِ صحیحہ کے بعد عورت کو طلاق دی تو مہر پورا واجب ہوگا، جبکہ نکاح بھی صحیح ہو۔۔۔ خلوتِ صحیحہ کے یہ احکام بھی ہیں: طلاق دی تو عورت پر عدّت واجب، بلکہ عدّت میں نان ونفقہ اور رہنے کو مکان دینا بھی واجب ہے۔ بلکہ نکاحِ صحیح میں عدّت تو مطلقاً خلوت سے واجب ہوتی ہے صحیحہ ہو یا فاسدہ۔ "(بہار شریعت، ج 02، حصہ 07، ص 70، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب : ابو حفص مولانا محمد عرفان عطاری مدنی

مصدق : مفتی محمد ہاشم خان عطاری

فتوی نمبر: Lar-10998

تاریخ اجراء : 28 ربیع الآخر 1443ھ/04 دسمبر 2021ء